کیا نبی کریم ﷺ حاضر ناظر ہیں؟

الرَدّ البَاهِرُ

فِي مَسئَلةِ الحَاضِرِ وَالنَّاظِر

www.KitaboSunnat.com

تالیف: شیخ عبد الرحمٰن امین

ترجمہ: شیخ عطاء اللہ ڈیروی

یہ کتاب برائے ایصال ثواب

شیخ محمد سعید باقرین رحمۃ اللہ علیہ

مفت تقسیم کی گئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.KitaboSunnat.com

کیا نبی کریم ﷺ حاضر ناظر ہیں؟

الردّ الباهرُ

فِي مَسئلةِ الحَاضِرِ وَالنَّاظِرِ

تالیف: شیخ عبدالرحمٰن امین

ترجمہ: شیخ عطاء اللہ ڈیروی

یہ کتاب برائے ایصال ثواب

شیخ محمد سعید باقرین رحمۃ اللہ علیہ

مفت تقسیم کی گئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب الرّد الباھر فی مسئلة الحاضر و الناظر

قرآن وحدیث کے واضح دلائل کے ساتھ رسول کریم ﷺ کے ہر جگہ اور ہر وقت حاضر وناظر ہونے کے باطل عقیدے کا پختہ رد

مؤلف	شیخ عبدالرحمٰن امین
مترجم	شیخ عطاء اللہ ڈیروی
تاریخ اشاعت	جولائی ۲۰۰۱ء
تعداد	۱۱۰۰
کل صفحات	۵۶

فہرست مضامین

	صفحہ نمبر
(۱) کلمہ مترجم	۶
(۲) مقدمہ مؤلف	۷
(۳) رسول ﷺ کے ہر جگہ حاضر وناظر نہ ہونے کے دلائل	۱۱
(۴) اہل بدعت کے دلائل اور ان کی حقیقت	۱۷
(۵) رسول کریم ﷺ کی وفات حسرت آیات پر شرعی دلائل	۳۱
(۶) اہل بدعت کے چند باطل عقائد اور ان کی تردید	۴۱
(۷) خاتمہ	۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۂ مُترجم

الحمد لله و كفى وسلام على عباده الذين اصطفى، أمابعد

یہ کتاب شیخ عبدالرحمٰن امین کی تالیف الردّ الباهر في مسئلة الحاضر والناظر کا اردو ترجمہ ہے، اس کتاب کا موضوع یہ ہے کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں''...... نہ آپ اپنی زندگی میں ہر جگہ حاضر و ناظر تھے، اور نہ وفات کے بعد!

یہ عقیدہ بعض بدعتی لوگوں کا ایجاد کردہ ہے، جو سراسر ضلالت و گمراہی پر مبنی ہے۔ زیر نظر کتاب میں، بدعقیدہ اور بدعتی لوگوں کے دلائل کی حقیقت بے نقاب کی گئی ہے، اور کتاب و سنت سے حق واضح کیا گیا ہے۔

ترجمہ میں حسب ضرورت کچھ اضافے کیے گئے ہیں، اور بعض غیر اہم عبارات کا ترجمہ عمداً ترک کر دیا گیا ہے، نیز بعض عبارتوں میں مناسب تقدیم و تاخیر بھی کی گئی ہے۔

مؤلف نے انتہائی محنت اور خلوص سے یہ کتاب تالیف فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلف و مترجم اور ناشر اور ان تمام دیگر لوگوں کو بھی اجرِ عظیم سے نوازے جنہوں نے کسی بھی طریقے سے اس کتاب کی تیاری اور نشر و اشاعت میں تعاون کیا ہے۔ آمین یاربّ العلمین وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه أجمعين!

عطاء اللہ ڈیروی امام مسجد خلف

شارجہ...... متحدہ عرب امارات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ مؤلف

الحمد لله نحمده و نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضلّ له ومن يُضلله فلاهادي له وأشهد أن لا اله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده و رسوله، أرسله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كلّه و كفى بالله شهيدا،

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَاتَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾[۱۳]

﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾[۱۳]

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا، يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾[۱۵]

یہ بات واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور افعال میں منفرد و یکتا ہے، نہ تو اس کا کوئی شریک ہے اور نہ ہی مخلوق میں سے کوئی اس کی مشابہت و مماثلت رکھتا ہے، قرآنِ حکیم میں آیا ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾[۱۶]

''اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے''

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ، آنکھیں، ہاتھ اور پنڈلیاں اپنی مخلوق جیسی نہیں ہیں، وہ ہر طرح کی مشابہت سے پاک ذات ہے۔ وہ اپنے بندوں کے قریب ہے اور ان کی دعائیں سننے والا اور قبول کرنے والا ہے، وہ اپنے علم اور قدرت کے لحاظ سے انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، اور وہ ہر چیز پر نگران اور ہر چیز کے احوال سے خوب واقف ہے، اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿مَایَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ، وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا اَدْنٰی مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَیْنَ مَا كَانُوْا﴾ (۱۷)

کہ "تین آدمیوں کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر وہ (اللہ تعالیٰ) ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ آدمیوں کی مگر وہ (اللہ) ان کا چھٹا ہوتا ہے، اور نہ اس سے کم (لوگوں) کی اور نہ زیادہ (لوگوں کی) مگر وہ (اللہ) ان کے ساتھ ہوتا ہے، جہاں کہیں بھی وہ ہوں"

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد ہوا ہے:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ﴾ (۱۸)

"اور جہاں بھی تم ہوتے ہو، وہ (اللہ تعالیٰ) تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے"

لہٰذا نہ اللہ تعالیٰ کا مخلوق میں سے کوئی شبیہ و نظیر ہے اور نہ وہ اپنی ذات و صفات (اور اسماء) میں، مخلوق کے مشابہ ہے۔ نیز مخلوق کی کوئی بات اس سے مخفی نہیں، اس کا علم سب پر محیط ہے، اس کی نگاہ سے کوئی چیز اوجھل نہیں اور وہ مخلوق سے بلند وبالا ہونے کے باوجود ان کے قریب ہے۔ وہ اپنے علم، سننے اور دیکھنے کی صفات اور احاطہ و قدرت اور مشیت کے اعتبار سے سب کے ساتھ ہے۔

ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جن وانس اور عرب وعجم کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام من وعن ساری دنیا تک پہنچایا اور اللہ تعالیٰ کی اس امانت کا پورا پورا حق ادا کیا۔ آپ ﷺ نے اپنی اُمت کو نصیحت کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور جہالت کے اندھیروں کو اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی توفیق سے ہدایت کے نور سے منور کر دیا اور یہاں تک کہ اپنی وفات تک آپ ﷺ نے دین حق کے غلبہ کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾ (۱۹)

"یقیناً آپ فوت ہونے والے ہیں اور یہ (سب آپ کے دشمن) بھی فوت ہونے والے ہیں"

ایک اور جگہ پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ﴾ (۲۰)

"آپ سے پہلے کسی بشر (انسان) کو بھی ہم نے ہمیشگی نہیں دی، کیا اگر آپ فوت ہو گئے، تو وہ ہمیشہ کے لئے رہ جائیں گے؟"

اور اللہ کے رسولؐ بھی اپنی ذات کے نفع و نقصان کے مالک نہ تھے، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ﴾ (۲۱)

"(اے نبیؐ!) کہہ دیجئے! میں اپنی ذات کے لئے نفع و نقصان کا کچھ مالک نہیں ہوں، مگر جو اللہ چاہے (وہی ہوگا) اور اگر میں 'غیب' کا علم رکھتا، تو دنیا کی بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے (دعوت کے سلسلے میں بھی) کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو صرف ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں، ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں"

اور "صفتِ عبدیت" آپ ﷺ کی صفات میں سے ایک اشرف صفت ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس 'وصف' کے ساتھ بلند و اعلیٰ مقام میں ذکر کیا (یعنی معراج کی رات، ساتویں آسمان پر) ...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی﴾ (۲۲) "پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے 'بندے' کو رات کے ایک حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی"

ایک اور مقام پر فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا﴾ (۲۳)

"اور جب اللہ کا خاص بندہ (اللہ کا رسولؐ) اللہ کی عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافی لوگ (اس نور کو بجھانے کے لئے) ٹوٹ پڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام و مرتبہ اگرچہ سب سے بلند اور اونچا ہے، مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم خالق و مخلوق کے مقام کو ایک دوسرے سے خلط ملط نہ کریں اور نہ یہ جائز ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے ساتھ متصف کریں، اور نہ اس مخلوق کے حق میں غلو اور حد سے زیادہ مدح ہی جائز ہے کہ اس کو "توحیدِ ربوبیت" اور "توحیدِ الوہیت" میں شریک کردیں، اور اگر ہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی کسی صفت میں شریک کردیا تو یہ "شرک فی الصفات" (اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک) کہلائے گا۔ اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو "توحیدِ الوہیت"، "توحیدِ ربوبیت" اور اسماء و صفات میں یکتا مانیں اور اس میں کسی کو بھی شریک نہ کریں اور یہ کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اپنی ذات، صفات اور اپنے افعال میں وحدہٗ لاشریک اور اپنی مخلوق سے منفرد ہے، نیز جس شخص کا مخلوق کے بارے میں یہ عقیدہ ہو۔ خواہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں کیوں نہ ہو کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی کسی صفت میں شریک ہیں، تو اس نے بہت بڑے شرک کا ارتکاب کیا، اور "شرکِ اکبر" ناقابل معافی گناہ ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَادُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا﴾ (۲۴)

"بے شک اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا جائے اور (اس کے علاوہ) دوسرے گناہ جس کے لئے چاہتا ہے معاف کردیتا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے تو اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا"

ہاں اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں "شرکِ اکبر" سے توبہ کرنا چاہے، تو اللہ تعالیٰ بڑا مہربان اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ ہم اللہ جل شانہ سے دین حق اور داعیانِ حق کی تائید و نصرت کا سوال کرتے ہیں۔ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

الداعی إلی الخیر عبدالرحمٰن امین، شارجہ

رسول ﷺ کے ہر جگہ حاضر وناظر نہ ہونے کے دلائل

قرآن وحدیث سے دلائل

اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ ہر جگہ حاضر اور ہر چیز کو دیکھتے ہیں، عقل و نقل ہر دو کے خلاف ہے۔ قرآنی آیات، احادیثِ رسولؐ اور اقوالِ سلف رحمہم اللہ سے اس باطل عقیدہ کی تردید ہوتی ہے۔ ذیل میں ہم کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہؐ اور اجماع (یعنی اقوالِ سلف رحمہم اللہ) سے واضح دلائل پیش کرتے ہیں:

پہلی دلیل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ﴾ (۲۵)

"اور (اے محمد ﷺ!) نہ آپ کوہِ طور کے مغربی کنارے پر موجود تھے، جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو منصبِ نبوت پر سرفراز فرمایا، اور نہ آپ (اس منظر کو) دیکھنے والوں میں سے تھے"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ سے فرمایا ہے کہ اے میرے رسولؐ! آپ اس وقت موسیٰ علیہ السلام کے پاس نہیں تھے اور نہ ہی مشاہدہ کرنے والوں میں سے تھے۔

مفسرِ قرآن مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"آپ ﷺ اس وقت اہل مدین کے پاس موجود نہیں تھے کہ اس واقعہ کی خبر اہل

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ کو سنا سکیں، بلکہ بذریعہ وحی آپ ﷺ کو (اس واقعہ کے بارے میں) خبر دی گئی تھی، جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ﴾ (۲۶) "اور ہم ہی رسولوں کو بھیجنے والے ہیں"۔

یعنی ہم نے ہی آپ ﷺ کو اہلِ مکہ کی جانب رسول بنا کر بھیجا اور ان اُمور و واقعات کا بذریعہ وحی آپ ﷺ کو علم دیا، اگر ہم آپ ﷺ کی طرف وحی نہ کرتے، تو آپ ﷺ ان اُمور کی خبر نہ پاسکتے تھے۔ اسی سورت میں ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ﴾ (۲۷)

"اور آپ (اس وقت) کوہِ طور کے پاس نہ تھے، جب ہم نے (موسیٰ علیہ السلام) کو پکارا، لیکن (آپ کو) آپ کے پروردگار کی رحمت سے (بذریعہ جبریل امینؑ) ان اُمور سے آگاہی ہوئی"

یہ آیتِ کریمہ بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ، حضرت موسیٰ کے زمانہ میں نہیں تھے اور آپ ﷺ نے، موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کا مشاہدہ نہیں کیا۔

دوسری دلیل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ﴾ (۲۸)

"اور نہ تو مدین کے رہنے والوں میں سے تھا کہ ان کے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا، بلکہ ہم ہی رسولوں کے بھیجنے والے رہے"

یعنی ہم نے آپؐ کو رسول بنا کر بھیجا اور بذریعہ وحی ان واقعات کی آپ کو خبر دی۔

تیسری دلیل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ﴾ (۲۹)

"اور آپ ان کے پاس (اس وقت) نہیں تھے، جب وہ (قرعہ نکالنے کے لئے) اپنی قلمیں ڈال رہے تھے کہ مریم (علیہا السلام) کو ان میں سے کون پالے گا، اور نہ آپ ان کے جھگڑے کے وقت ان کے پاس تھے (جب وہ اس بارے میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے تھے)"

چوتھی دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ﴾ (۳۰)

"اور آپ یوسف (علیہ السلام) کے بھائیوں کے پاس (بھی) نہ تھے، جب انہوں نے (یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالنے پر) اتفاق کر لیا تھا، اور وہ (اپنے باپ کے ساتھ) مکر کر رہے تھے" (کہ یوسف کو بھیڑیے نے کھا لیا ہے)

پانچویں دلیل

﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا﴾

"تو کیا حال ہوگا ان لوگوں کا، جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے" (۳۱)

امام ابن حاتمؒ نے محمد بن فضالہ انصاریؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ ان کے قبیلے "بنی ظفر" تشریف لے گئے، آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم وغیرہ بھی تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام میں سے کسی کو قرآن پڑھنے کا کہا، انہوں نے پڑھنا شروع کیا، تو جب وہ اس آیت کریمہ پر پہنچے ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا﴾ تو آپ ﷺ رونے لگے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رخساروں پر سے آنسو ٹپک پڑے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے میرے ربّ! میں ان لوگوں پر تو گواہی دے سکوں گا، جو میرے سامنے ہیں اور جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہی نہیں، ان پر گواہی دینا میرے لئے کیسے ممکن ہوگا؟...... اسی طرح کے الفاظ ابن جریر طبریؒ کی روایت میں بھی ہیں۔

اور صحیح بخاری (۳۲) کی روایت میں ہے کہ اس وقت میں وہی بات کہوں گا، جو اللہ کے نیک بندے عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے:

﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ، فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ، اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ، وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (۳۳)

”اور میں اس وقت ان لوگوں پر گواہ تھا جب تک میں ان لوگوں میں موجود تھا، تو جب تو نے مجھے پورا پورا اٹھالیا تو (اس کے بعد اور پہلے بھی) تو ہی ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے، اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کردے تو تو زبردست، حکمت والا ہے“

تو نبی کریم ﷺ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح یہی کہیں گے کہ ”میری وفات کے بعد میں ان کے حالات سے بے خبر ہو گیا، البتہ اے اللہ! تو ہر حال کی خبر رکھنے والا ہے، اس لئے کہ غیب کی ساری چابیاں تیرے پاس ہیں، جو کچھ تو نے بذریعہ وحی مجھے بتا دیا، میں اس سے زیادہ نہیں جانتا“...... اس سے ثابت ہوا کہ نبی محترم ﷺ کی یہ گواہی قیامت کے روز ہوگی اور ان لوگوں پر ہوگی، جو آپ کی زندگی میں موجود تھے اور آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے ان کے احوال کا مشاہدہ کیا تھا، اور جو لوگ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آئے، آپ ﷺ کی گواہی ان کے حق میں نہیں ہوگی، کیونکہ آپ ﷺ نے ان کو نہیں دیکھا۔

چھٹی دلیل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (۳۴)

”پھر ہم ضرور ان لوگوں سے پوچھیں گے، جن کے پاس رسول بھیجے گئے اور (اسی طرح) رسولوں سے بھی پوچھیں گے“

ایک اور جگہ ارشاد ہوا ہے:

﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَا اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾ (۳۵)

”جس روز اللہ (تعالیٰ تمام) رسولوں کو جمع کرے گا، پھر ارشاد فرمائے گا کہ تم کو تمہاری امت نے کیا جواب دیا تھا؟ رسول کہیں گے: ہم کو علم نہیں، تو ہی پوشیدہ باتوں کو خوب جاننے والا ہے“

ان آیات سے معلوم ہوا کہ رسولوں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں جو سوال ہوگا، وہ یہ ہے کہ تمہیں اُمت کی طرف سے کیا جواب ملا تھا؟ ظاہر ہے کہ یہ سوال اُمت کے ان لوگوں کے بارے میں ہو سکتا ہے، جن کا زمانہ ان نبیوں اور رسولوں نے پایا ہوگا، اور جن لوگوں کا زمانہ انہوں نے نہیں پایا، ان کے بارے میں یہ رسول وہی جواب دیں گے، جو سورۂ مائدہ کی آیت میں مذکور ہے کہ ”ہم کو تو علم نہیں اے اللہ! تو ہی غیب کا حال خوب جاننے والا ہے“ تو رسولوں کا یہ جواب ان کی وفات کے بعد دنیا میں آنے والوں کے بارے میں ہوگا اور انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد ان کی زندگی 'برزخی' ہے، جس کا حال اور کیفیت صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے نیز اس برزخی زندگی کا دنیا کی اس زندگی سے کوئی تعلق نہیں جیسے ہم ان کے حالات سے واقف نہیں، اسی طرح وہ بھی اہل دنیا کے احوال سے واقف نہیں ہیں۔

ساتویں دلیل

اللہ کے رسول ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ﴾ (۳۶)

”اے اللہ آپ (ہمارے) سفر کے ساتھی ہیں اور (ہمارے) گھر والوں میں (ہماری

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدم موجودگی میں) خلیفہ (محافظ ونگہبان) ہیں"

یہ حدیث اس بات پر واضح دلیل ہے کہ جب آپ ﷺ سفر میں ہوتے تو گھر میں موجود نہیں ہوتے تھے۔

آٹھویں دلیل

"نبی کریم ﷺ جب کبھی سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے، اور جس بیوی کے نام قرعہ نکلتا، اس کو اپنے ساتھ لے جاتے"(٣٧)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ بیک وقت مختلف جگہوں پر موجود نہیں ہوتے تھے، اگر ایسا ہوتا تو آپ کو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

نویں دلیل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں کے پاس وقت گزارنے کے لئے انہیں باریوں میں تقسیم کرتے تھے۔(٣٨)

آپ ﷺ کے اس عمل سے بھی یہ بات واضح ہوئی کہ آپ ﷺ ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر موجود نہیں ہوتے تھے، اگر حقیقت میں ایسا ہوتا تو آپ ﷺ بیویوں کے لئے وقت کو باریوں میں تقسیم نہ کرتے۔

اہل بدعت کے دلائل اور ان کی حقیقت

نبی رحمت ﷺ کے ہر جگہ حاضر وناظر ہونے پر اہل بدعت نے یا تو انتہائی ضعیف اور موضوع روایات واحادیث کا سہارا لیا ہے اور یا پھر صحیح احادیث کی غلط تاویلات کی ہیں اور یہ سب کچھ وہ آنحضور ﷺ کی شان میں غلو کی بنا پر کرتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان کے دلائل کی حقیقت بیان کرتے ہیں۔ واللہ الموفق

پہلی دلیل

﴿مَا مِنْ نَبِیٍّ یَمُوْتُ فَیُقِیْمُ فِیْ قَبْرِہٖ اِلاَّ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا حَتّٰی تُرَدَّ اِلَیْہِ رُوْحُہٗ﴾ (٣٩)

"انبیاء علیہم السلام میں سے جو نبی فوت ہوتا ہے، وہ اپنی قبر میں صرف چالیس دن روح کے بغیر رہتا ہے، پھر اس میں اس کی روح لوٹادی جاتی ہے"

اس بات کا رد کرتے ہوئے علامہ آلوسی رحمہ اللہ اپنی تفسیر "روح المعانی" میں لکھتے ہیں:

"بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں سے باہر آجاتے ہیں اور اس دنیا کے دونوں حصوں آسمان وزمین میں تصرف کرتے ہیں...... مگر ہم اس (اعتقاد) کے قائل نہیں۔"

اور مذکورہ بالا حدیث کو امام ابن حبان، امام طبرانی، اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے، اس کی سند میں، حسن بن یحییٰ الخشنی راوی ہے، جو سخت "منکر الحدیث" ہے، اسی لئے اس حدیث کو امام ابن جوزیؒ نے الموضوعات میں ذکر کیا ہے۔

اور انبیاء علیہم السلام کی اپنی قبروں میں زندگی، حقیقت میں "برزخی زندگی" ہے، جس کے ہم بھی قائل ہیں، لیکن اس زندگی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ اپنی مرضی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق قبروں سے باہر بھی آتے ہیں، کیونکہ قبر کی برزخی زندگی، دنیوی زندگی ہرگز نہیں ہے۔

اور بعض لوگوں کا یہ دعویٰ کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو وفات کے بعد دیکھا ہے اور آپ ﷺ سے بعض چیزوں کی بابت سوال بھی کیا اور آپ ﷺ نے وہ مطلوبہ چیزیں ان کو عطا بھی کی ہیں۔ تو اس قسم کے واقعات سلف صالحین رحمہم اللہ سے منقول نہیں اور نہ پہلے علمائے حق میں سے کسی نے اس قسم کا دعویٰ کیا ہے، بلکہ یہ بعد میں آنے والے ان صوفی اور بدعتی لوگوں کی اختراع ہے، جو اپنے آپ کو "صاحب حال" کہتے ہیں۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین اختلافات ہوئے، مگر کسی صحابی جلیل رضی اللہ عنہ نے حالتِ بیداری میں یہ نہیں دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ ان کے پاس آئے ہوں اور ان کے اختلاف کو دور کیا ہو، نہ آپ ﷺ نے کسی پریشان حال صحابی کے پاس آکر اس کی پریشانی کا ازالہ کیا اور نہ کسی کو آکر آپ ﷺ نے اپنے بابرکت مشوروں سے ہی نوازا۔

حضرت عمرؓ سے ثابت ہے، کہ انہوں نے بعض چیزوں کے بارے میں فرمایا تھا:

"کاش میں ان چیزوں کا حکم اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھ لیتا، مثلاً: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے یہ مسئلہ آیا کہ میت کے دادے اور بھائیوں کی موجودگی کی صورت میں اس کی وراثت کا مال کیسے تقسیم ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہوا، مگر اللہ کے رسول ﷺ اپنی قبر سے باہر، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس اختلاف کو ختم کرنے کے لئے نہیں آئے"

اسی طرح دخترِ رسول، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا، حضرت ابوبکر صدیقؓ سے، "باغ فدک" کے بارے میں اختلاف ہوا، مگر وہاں بھی (اس اختلاف کے حل کے لئے) آپ ﷺ تشریف نہیں لائے۔ تو پھر مقامِ حیرت ہے کہ ان صوفی حضرات کے پاس آپ ﷺ ہر وقت اور ہر جگہ کیسے تشریف لے آتے ہیں اور حزن وملال میں انہیں تسلی دیتے اور صبر کی تلقین کرتے ہیں...... سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ!

اور اسی طرح اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بصرہ شہر کو جاتی ہیں، وہاں انتہائی اندوہناک واقعہ جنگِ جمل پیش آتا ہے، طرفین میں ہزاروں مسلمانوں کی جانیں تلف ہوتی مگر وہاں ایسے سنگین اور نازک حالات میں بھی نبیٔ رحمت ﷺ اپنی قبر مبارک سے باہر آکر نہ اس جنگ جیسے بڑے فتنہ کو بند کراتے ہیں اور نہ یہ فیصلہ صادر فرماتے ہیں کہ اس جنگ میں کون سا فریق حق پر ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کے اس دنیا میں واپس آنے کے بارے میں، صوفی لوگ جو اعتقاد رکھتے ہیں اور آپ ﷺ سے ملاقات کی جو حکایات وواقعات بیان کرتے ہیں وہ سب جھوٹ اور افتراء پر مبنی ہیں۔

اسی طرح شیعہ گروہ کا یہ دعویٰ کہ آپ ﷺ مسجد قبا کے دروازے کے پاس ظاہر ہوئے، صریح جھوٹ ہے۔[۳۰]

دوسری دلیل

الأَنبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ [۳۱]

"انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں"

اس حدیث میں انبیاء کرام (علیہم السلام) کی جس زندگی کا ذکر ہوا ہے، وہ برزخی زندگی ہے، جو دنیوی زندگی سے بہت مختلف ہے اور عقل سے ماوراء چیز ہے، اس لئے حدیث ہذا کے اصل مضمون کو تسلیم کرنا چاہئے اور باطل قیاس سے کلی طور پر اجتناب کرنا چاہئے۔

اس صحیح حدیث سے غلط استدلال کرتے ہوئے بعض اہل بدعت نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر میں حقیقی طور پر زندہ ہیں، وہ وہاں کھاتے بھی ہیں، پیتے بھی ہیں، اور اپنی بیویوں سے جماع بھی کرتے ہیں (نعوذ باللہ) ..... حالانکہ برزخی زندگی، دنیا و آخرت کی زندگی کی طرح نہیں، اس زندگی کی حقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

ایک دوسری حدیث میں یہ ذکر ہوا ہے

مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ [۳۲]

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یعنی جو شخص مجھ پر (میری وفات کے بعد) سلام کہے گا، تو اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف لوٹا دے گا، تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں"

یہ حدیث حسن ہے، اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ (عام لوگوں کی طرح) زندہ نہیں ہیں، آپ ﷺ کی روح ہر وقت آپ ﷺ کے جسم میں نہیں رہتی، بلکہ سلام کے جواب کے لئے مختصر وقت کے لئے لوٹائی جاتی ہے، جس کی حقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، کیونکہ "برزخی زندگی" دنیوی زندگی جیسی نہیں۔

ایسی برزخی زندگی شہداء کو بھی حاصل ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾[۴۳]

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دیے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں (اور) اپنے پروردگار کے پاس رزق دیے جاتے ہیں......"

اور ایک دوسری جگہ یوں ارشاد ہوا ہے

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾[۴۴]

"اور اللہ کی راہ میں مارے جانے والوں کو مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں اور لیکن تم نہیں سمجھتے"

علامہ آلوسی رحمہ اللہ تفسیر "روح المعانی" میں لکھتے ہیں:

"شہداء کو مردہ کہنے کی ممانعت یا تو اس لئے ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان کی برزخی زندگی دوسروں کی طرح ہے یا پھر اس لئے کہ ان کو منافقین کی بیہودہ باتوں سے بچایا جاسکے، جو یہ کہتے تھے کہ ان لوگوں نے اپنی زندگی کو ہلاکت میں ڈالا اور دنیا کے عیش و آرام سے اپنے کو محروم کر دیا"[۴۵] ......اور

امام نسفیؒ نے "لَا تَشْعُرُوْنَ" کا ترجمہ "لَا تَعْلَمُوْنَ" سے کیا ہے، یعنی تم ان شہداء کی زندگی کا علم نہیں رکھتے، کیونکہ ان کی زندگی کا احساس (دنیا والوں کے لئے) ممکن

نہیں[۴۶] ......اور

امام واحدی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے میرے والد کی شہادت کے بعد مجھ سے فرمایا: "کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں پریشان دیکھ رہا ہوں؟...... میں کہا: "اے اللہ کے رسول ﷺ میرے والد، راہِ حق میں جام شہادت نوش کر گئے اور اپنے بعد، اہل و عیال اور قرض چھوڑ گئے ہیں"۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کیا میں تم کو یہ بات نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے جس سے بھی گفتگو کی ہے پس پردہ کی ہے، لیکن تمہارے والد کے سامنے ہو کر (صاحب جلال و عظمت) نے فرمایا: "اے میرے بندے مجھ سے مانگو، میں تم کو عطا کروں گا"، تمہارے والد نے کہا: "اے اللہ! مجھے دنیا میں واپس بھیج دے کہ میں تیری راہ میں دوبارہ شہید ہو کر آؤں"، اللہ تعالیٰ نے (جواب میں) ارشاد فرمایا: "میرا یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ (ایک مرتبہ) مرنے کے بعد کسی کو دنیا میں واپس نہیں بھیجا جاتا"[۴۷]

تیسری دلیل

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِيْ[۴۸]

"جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو اس نے یقیناً حق دیکھا، اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں دھار سکتا"......

اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ذکر ہوئے ہیں

مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِيْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ[۴۹]

"یعنی جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا، تو اس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری (جیسی) شکل نہیں بنا سکتا اور مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے"

اس حدیث کی شرح ہم یہاں حافظ ابن حجرؒ کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں، فرماتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ انسان نبی کریم ﷺ کو اپنی ظاہری آنکھوں سے اس طرح دیکھ سکتا ہے، جس طرح صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کو دیکھتے تھے تو یہ عقل و نقل ہر دو اعتبار سے محال ہے۔ ایسی صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ کو دیکھنے والا اسی شکل میں دیکھے، جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی تھی، اور یہ بھی کہ اس وقت آپ ﷺ زندہ کئے جاتے ہوں اور اپنی قبر سے باہر آجاتے ہوں، بازار میں چلتے پھرتے ہوئے، لوگوں سے باہم گفتگو کرتے ہوں، اور پھر یہ بھی کہ اس وقت آپ ﷺ کی قبر مبارک خالی رہتی ہو، کیونکہ جب آپ ﷺ اپنی قبر سے باہر آجاتے ہوں گے تو اس وقت آپ ﷺ کی قبر مبارک کا خالی ہونا یقینی ہو جاتا ہے، اور پھر اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ ہر وقت (اور ہر جگہ) ہر کسی کو نظر آئیں، خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، جیسا کہ آپ ﷺ اپنی زندگی میں (بلا تفریق) ہر کسی کو نظر آتے تھے...... اس قسم کی باتیں کرنے والا، اور ایسی باتوں پر یقین کرنے والا سب سے بڑا جاہل اور احمق ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کو ایسی حالت میں دیکھنے کا دعویٰ کرنے والا صحابیؓ ہی ہونا چاہئے اور ایسی بات کے محال ہونے کی وجہ سے سلف صالحین رحمہم اللہ میں سے کسی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے اللہ کے رسول ﷺ کو بیداری کی حالت میں دیکھا ہے“(۵۰)

اور قاضی عیاضؒ رقم طراز ہیں کہ ”اس بات کا امکان ہے کہ روزِ قیامت بعض گناہگار لوگوں کو نبی کریم ﷺ کے دیدار سے کچھ مدت تک محروم رکھا جائے“......

اور امام غزالیؒ کہتے ہیں:

”حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو خواب میں دیکھنے والا آپ ﷺ کے حقیقی جسم و بدن کو دیکھتا ہے، اسی طرح نبی کریم ﷺ کا فرمان: کہ ”وہ مجھے بیداری کی حالت میں دیکھے گا“ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ شخص آپ ﷺ کے اصلی جسم و بدن کو دیکھے گا، کیونکہ جس شکل کو اس نے (خواب میں) دیکھا، وہ آپ ﷺ کی حقیقی روح اور شخصیت نہیں تھی“(۵۱)

نیز امام نوویؒ ”شرح مسلم“ میں لکھتے ہیں:

”اس حدیث کی شرح میں علماء کے چند اقوال ہیں:

پہلا قول یہ ہے کہ ”جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اور اس وقت تک اس نے ہجرت نہیں کی تھی، تو وہ ہجرت کر کے مجھے ضرور دیکھے گا“ اس قول کے اعتبار سے یہ حدیث آپ ﷺ کا دورِ حیات پانے والوں کے لئے خاص ہوگی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ”جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا، وہ روز قیامت مجھے ضرور دیکھے گا۔“

تیسرا قول یہ ہے کہ ”ایسے شخص کو قیامت کے روز اللہ کے رسول ﷺ کا خاص قرب حاصل ہوگا اور آپ ﷺ کی سفارش کا مستحق ہوگا“(۵۲)......اور

عدنی نے اپنی 'مسند' میں حضرت علیؓ کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ خواب میں، میری ملاقات اللہ کے رسول ﷺ سے ہوئی، تو میں نے آپ ﷺ سے ”اہل عراق“ کی شکایت کی، اس پر آپ ﷺ نے مجھے ان سے جلد چھٹکارا پانے کی بشارت دی، پھر اس کے بعد حضرت علیؓ تین دن زندہ رہے“(۵۳)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس امت کے افضل ترین لوگ تھے، انہوں نے آپ ﷺ سے براہِ راست علم حاصل کیا اور آپ ﷺ کی زبان، فیضانِ ترجمان سے بغیر کسی حجاب و واسطہ کے باتیں سنیں، مگر ان میں سے کسی نے بھی آپ ﷺ کی وفات کے بعد، آپ ﷺ کو حالتِ بیداری میں دیکھنے کا دعویٰ نہیں کیا، بلکہ (صرف) خواب میں آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے کا تذکرہ کیا۔ ان کو تو شیطان گمراہ نہ کر سکا، جیسے اس نے دوسروں کو گمراہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ ﷺ کی قبر مبارک پر جا کر سلام کہتے، لیکن انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا: کہ ”آپ ﷺ نے اونچی آواز میں ان کے سلام“ کا جواب دیا۔ اور یہی حال تابعین عظام اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کا تھا۔(۵۴)

بعض لوگ کسی شخص کو حالتِ بیداری میں دیکھتے ہیں، جو نبی، صدیق یا شیخ ہونے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعویٰ کرتا ہے اور دیکھنے والا شخص اس کی تصدیق کرتا ہے، اس قسم کے بہت سے واقعات و حوادث جاہلوں کے ساتھ پیش آچکے ہیں۔ بعض لوگ کسی بزرگ کی قبر کو پھٹتے ہوئے اور کسی کو اپنے سامنے کھڑا ہوا دیکھتے ہیں (اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں تمہارا وہی پیر، مرشد اور ولی ہوں، جس کو اس قبر میں دفن کیا گیا تھا اور دیکھنے والا یہ شخص اس کے ان دعووں کی تصدیق کرتا ہے) حالانکہ وہ جن ہوتا ہے، جو اس (مزعومہ) ولی کی شکل میں اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ کسی گھوڑ سوار کو قبر سے نکلتے اور پھر اس میں داخل ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں، حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے، جو اس آدمی کو گمراہ کرنے کے لئے ایسی حرکات کرتا ہے...... اسی طرح جو شخص نبی کریم ﷺ کو اپنی آنکھوں سے حالتِ بیداری میں دیکھنے کا دعویٰ کرتا ہے، وہ در حقیقت ایک خیالی چیز دیکھتا ہے"(۵۵)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ ایک مصری 'شیخ' کا قصہ نقل کرتے ہیں کہ اس نے اپنے خادم کو وصیت کی کہ میری موت کے بعد مجھے کسی شخص سے غسل نہ دلانا، میں خود آکر اپنے کو غسل دوں گا۔ جب وہ 'شیخ' مر گیا تو ایک دوسرا شخص اسی شخص کی شکل و صورت سے ملتا جلتا آیا، اس نے اس میت کو غسل دیا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔ در حقیقت یہ شخص شیطانِ لعین تھا، جس نے میت کو بھی یہ کہہ کر گمراہ کیا تھا کہ تم مرنے کے بعد خود کو غسل دو گے اور ساتھ ہی اس کا روپ دھار کر زندہ لوگوں کو بھی گمراہ کیا"(۵۶) اعاذنا اللہ تعالیٰ من همزات الشيطان!

بعض لوگ، فضا میں 'عرش' بچھا ہوا دیکھتے، جس کے اوپر نور ہوتا ہے، اور (غائب سے) کسی کا کلام سنتے ہیں کہ "میں تمہارا ربّ ہوں" پھر اگر یہ شخص عالم ہوتا ہے تو (اللہ تعالیٰ کی توفیق سے) سمجھ لیتا ہے کہ وہ "شیطانِ لعین" ہے، وہ اس کو دھتکارتا اور اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہے، جس سے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے"(۵۷)

چوتھی دلیل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيلِ﴾(۵۸) "کیا

تم کو معلوم نہیں کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کچھ کیا"...... اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ﴾(۵۹) "کیا تم کو معلوم نہیں کہ تیرے پروردگار نے (قوم) عاد کے ساتھ کیا کیا" بدعتیوں کا یہ کہنا ہے کہ ان آیات سے نبی کریم ﷺ کا "اصحاب فیل" (ہاتھی والوں) و قوم عاد کی ہلاکت کے وقت موجود ہونا ثابت ہوتا ہے......

لیکن امام قرطبیؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "کہ "اَلَمْ تَرَ" کا معنی ہے اَلَمْ تُخْبَرْ وَقِيلَ اَلَمْ تَعْلَمْ "کیا آپ کو خبر نہیں دی گئی"، اور اس کے معنی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ "کیا آپ کو معلوم نہیں"

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: اس کا مطلب: "اَلَمْ تَسْمَعْ" کیا آپ نے سنا نہیں"(۶۰)...... اور علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے بھی یہ معانی ذکر کیے ہیں(۶۱)...... نیز

علامہ فخر الدین رازی نے بھی "اَلَمْ تَرَ" کا معنی "اَلَمْ تَعْلَمْ" ذکر کیا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ان واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا درست نہیں، اور یہاں پر 'علم' کی جگہ 'رؤیت' کا استعمال اس لئے کیا گیا ہے کہ عاد و ثمود کی قومیں 'عرب' میں تھیں اور ان کی ہلاکت و تباہی کے واقعات عرب میں معلوم و معروف تھے، اسی طرح فرعون کی ہلاکت کا واقعہ عرب، اہل کتاب سے سنتے رہتے تھے، اور فرعون کا ملک، عرب کی سرزمین کے ساتھ ملتا تھا، اسی لئے یہ واقعات عربوں میں اس قدر مشہور تھے کہ گویا ان کو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔(۶۲)

اور امام بیضاویؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "کہ ان آیات میں خطاب اللہ کے رسول ﷺ کو ہے، آپ ﷺ نے اگرچہ ان واقعات کا خود مشاہدہ نہیں فرمایا تھا، مگر ان کو تواتر سے سنا تھا، تو گویا آپ ﷺ نے خود ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا"(۶۳)

علامہ فخر الدین رازیؒ رقم طراز ہیں: کہ 'رؤیت' سے مراد علم و تذکیر ہے، اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ "خبر متواتر" ہے، اس سے جو 'علم' حاصل ہوتا ہے، وہ قوت و وضاحت میں "رؤیت" کے برابر ہوتا ہے، اسی لئے قرآن حکیم میں دوسری قوموں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذمت وعبرت میں یہ آیت کریمہ ہے: ﴿أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ﴾[۶۴]
"کیا انہوں نے نے دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے ہم نے بہت سی قوموں کو ہلاک کر دیا"۔[۶۵]

پانچویں دلیل

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ[۶۶]

"اے نبیؐ! آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت وبرکت ہو"

اہل بدعت کا اس ارشاد نبویؐ سے استدلال یہ ہے کہ تشہّد میں خطاب کے صیغہ سے آپ ﷺ پر 'سلام' پڑھا جاتا ہے، جس سے آپ ﷺ کا ہر وقت اور ہر جگہ حاضر وناظر ہونا معلوم ہوتا ہے۔

علامہ ابن قیمؒ نے اس کا جواب اپنے ان الفاظ میں دیا ہے کہ

"نماز میں 'غائب' کا صیغہ کا استعمال کیا گیا ہے جیسے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ...... اور 'سلام' میں 'خطاب' کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، جیسے السلام علیك ایها النبی اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز میں اللہ تعالیٰ سے حضرت محمد ﷺ پر صلاۃ (یعنی رحمت) کی دعا کی گئی ہے، مطلب یہ کہ انسان اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوا تو حضرت محمد ﷺ کے لئے 'غائب' کا صیغہ ضروری ہو گیا، اور آپ ﷺ پر 'سلام' بھیجنے کے صیغہ کو حاضر ومخاطب لایا گیا ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی ذات ہر مسلمان کے لئے اس کے نفس وجان سے بھی زیادہ محبوب ہے اور اس کے دل سے بھی زیادہ قریب ہے، خواہ آپ ﷺ کی شخصیت حاضر نہ ہی ہو، جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

مِثَالُكَ فِيْ عَيْنِيْ وَذِكْرُكَ فِيْ فَمِيْ ۔۔۔ وَمَثْوَاكَ فِيْ قَلْبِيْ فَأَيْنَ تَغِيْبُ

"تمہاری تصویر میری آنکھوں میں ہے اور تمہاری یاد میری زبان پر، اور تیرا ٹھکانہ میرے دل میں، پھر تم غائب کہاں ہو سکتے ہو؟"

اہل بدعت کے اعتراض کا دوسرا جواب یہ بھی ہے: کہ صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد، حاضر وخطاب کے صیغہ سے آپ ﷺ پر 'سلام' بھیجنا چھوڑ دیا تھا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ ہم آپ ﷺ کی وفات کے بعد السّلام علی النبی پڑھا کرتے تھے[۶۷] اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہی کی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھ تک میری اُمت کا سلام پہنچانے کے لئے زمین میں فرشتے مقرر کر رکھے ہیں"۔[۶۸]

اور اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کی زیارت کے لئے یہ دعا سکھلائی ہے:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ[۶۹]

"اے گھروں والے مؤمنو اور مسلمانو! تم پر (اللہ کی) سلامتی ہو، ہم بھی (عنقریب) اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا، تم سے ضرور ملنے والے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں"۔

اس دعا کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ مردہ ہماری پکار اور دعا سنتا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمام تکالیف ومصائب اور دکھوں سے دور رکھے!

چھٹی دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا﴾[۷۰]
"اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح نہ کرو"

اس آیت کریمہ سے اہل بدعت یوں استدلال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور ہر جگہ حاضر وناظر ہیں، اس لئے تو آپ ﷺ کی بیویوں سے نکاح حرام قرار دیا گیا ہے۔

اہل بدعت کا یہ استدلال کسی بھی طرح درست نہیں، کیونکہ آپ ﷺ کی بیویوں سے نکاح کی حرمت، آپ ﷺ کے زندہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدائش سے پہلے رسول اور نبی کی حیثیت سے موجود تھے، تو وہ سب سے بڑا جاہل ہے، اس لئے کہ اس بات پر اُمت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ کو اپنی پیدائش کے چالیس سال بعد نبوت ملی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ﴾(۸۰)

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ﴿وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ﴾(۸۱)

"اور (اللہ نے) آپ کو راستہ سے بھولا ہوا پایا، پھر آپ کو صحیح راستہ دکھا دیا"

ان آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اپنی عمر کے ابتدائی چالیس سال تک دین اسلام اور قرآنِ حکیم کا کوئی علم نہیں رکھتے تھے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسدِ خاکی کو بنانے کے بعد اور اس میں روح پھونکنے سے پہلے، حضرت محمد ﷺ کی نبوت کو لکھ دیا، جس طرح کہ اب ان کی اولاد کا رزق، عمر، عمل، بدبختی اور سعادت مندی کو اس کے جسم کی پیدائش کے بعد اور (شکم مادر میں) روح پھونکنے سے پہلے لکھ دیا جاتا ہے۔

نویں دلیل

ایک روایت میں یہ الفاظ ذکر ہوئے ہیں:

كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ(۸۲)

"میں اس وقت نبی تھا جب آدم (علیہ السلام) پانی اور مٹی کے مابین تھے" یعنی ابھی ان کا جسدِ خاکی بھی نہیں بنا تھا"

ایک دوسری روایت میں ہے كُنْتُ نَبِيًّا وَلَا آدَمُ وَلَا مَاءٌ

"میں اس وقت نبی تھا، جب کہ ابھی (دنیا میں) نہ آدمؑ کا وجود تھا اور نہ پانی کا"

مذکورہ دونوں روایتیں موضوع (یعنی من گھڑت) ہیں، اس لئے ان سے کسی طرح کا استدلال بھی درست نہیں، علامہ زرقانیؒ نے ان دونوں حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ علامہ سیوطیؒ نے الدرّ المنثور میں ان دونوں حدیثوں کو بے بنیاد وبے اصل کہا ہے"(۸۳)

نبی کریم ﷺ کی وفات حسرتِ آیات پر (کتاب وسنت سے) شرعی دلائل

اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ کی وفات پر بے شمار شرعی دلائل وارد ہوئے ہیں، جن میں سے ہم چند یہاں ذکر کر رہے ہیں:

پہلی دلیل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ﴾(۸۴) "اور ہم نے آپ سے پہلے کسی آدمی کے لئے (دنیا میں) ہمیشہ جینا نہیں رکھا (بھلا ان سے پوچھنا چاہئے) اگر آپ فوت ہو جائیں تو کیا یہ ہمیشہ (زندہ) رہیں گے"

...... اس آیت کریمہ کے شانِ نزول میں تین اقوال نقل کئے گئے ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ "کچھ لوگوں نے کہا حضرت محمد ﷺ فوت نہیں ہوں گے، تو یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ "آپ ﷺ کے دشمنوں نے کہا: کہ آپ ﷺ کی وفات پر ہم خوشی منائیں گے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر آپ ﷺ کو خبر دی کہ اگر آپ فوت ہو جائیں گے تو کیا آپ کے دشمن ہمیشہ زندہ رہیں گے؟ (۳) تیسرا قول یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، اس لئے فوت نہیں ہوں گے، مبادا آپ ﷺ کے فوت ہو جانے سے آپ ﷺ کی شریعت میں تبدیلی واقع ہو جائے گی، تو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ آپ ﷺ کو دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کی طرح فوت ہونا ہے"(۸۵)

دوسری دلیل

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ...... الاية﴾ (٨٦)

"اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صرف ایک رسول ہیں، ان سے پہلے (بھی بہت سے) رسول گزر چکے ہیں"

امام فخر الدین الرازیؒ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ

"حضرت محمد ﷺ بھی پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرح ایک روز دنیا سے چلے جائیں گے، تو جس طرح ان کے پیروکاروں نے ان کی وفات کے بعد دین کو مضبوطی سے تھاما، تم بھی اس طرح (آپ ﷺ کے) دین پر مضبوطی سے کاربند رہنا، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا (اصل) مقصد، دین پہنچانا ہے، اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے باقی رہنا نہیں"

فائدہ: انبیاء علیہم السلام کے بارے میں پہلی امتوں کے عقائد بھی خراب تھے، وہ انبیاء علیہم السلام کو انسان اور بشر تسلیم نہیں کرتے تھے، بلکہ انہیں ایسی جنس میں شمار کرتے تھے، جو کھانے، پینے سے مبرا (پاک) ہو...... اور یہی نظریہ حضرت محمد ﷺ کے بارے میں آپ کے دشمنوں کا تھا، کفار مکہ کہتے تھے

﴿مَالِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا﴾ (٨٧)

"یہ کیسا پیغمبر ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، (تو خیر یہ بھی سہی، ہم نے یہ مان لیا) بھلا اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا تو وہ بھی اس کے ساتھ (لوگوں کو) ڈراتا رہتا"

تو اللہ تعالیٰ نے ایسے عقائد و نظریات رکھنے والوں کے جواب میں فرمایا:

﴿وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ﴾ (٨٨)

"اور ہم نے ان پیغمبروں کے بدن ایسے نہیں بنائے تھے، جو کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ (اس فانی دنیا میں) سدا رہنے والے تھے"

تیسری دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ (٨٩)

"یقیناً آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور یہ کفار بھی مرنے والے ہیں"

یہ آیت ان آیات میں سے ایک ہے، جن سے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے، نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے رحلت فرما ہو جانے پر استدلال کیا۔ (٩٠)

چوتھی دلیل

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے......

اَتَزْعُمُوْنَ اَنِّیْ مِنْ آخِرِكُمْ وَفَاةً، اَلَا اِنِّیْ مِنْ اَوَّلِكُمْ وَفَاةً وَتَتَّبِعُوْنِیْ اَفْنَادًا يُهْلِكُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا (٩١)

"کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں (تم سب سے) آخر میں فوت ہوں گا؟ نہیں بلکہ میں تم سے پہلے فوت ہوں گا اور تم جماعت در جماعت میرے پیچھے آؤ گے اور ایک دوسرے کو ہلاک کرو گے"

پانچویں دلیل

اللہ کے رسول ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے:

اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (٩٢)

"قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی"

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نبی مکرم ﷺ اپنی قبر سے نکلیں گے اور اس سے قبل آپ ﷺ کا اپنی قبر مبارک سے باہر نکلنا محال ہے، اس لئے آپ ﷺ کو حالت بیداری میں دیکھنے کا دعویٰ بھی باطل ہے۔

صحیح مسلم کی روایت میں مذکور ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ سفر پر روانگی کے وقت ان الفاظ سے دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ

"اے اللہ! آپ میرے سفر کے ساتھی ہیں اور (میری عدم موجودگی میں) میرے گھر والوں میں خلیفہ ہیں"

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ جب سفر میں ہوتے تو اس وقت حضر (گھر میں) نہ ہوتے تھے اور جب آپ ﷺ گھر میں ہوتے تو اس وقت باہر سفر پر نہ ہوتے تھے۔

چھٹی دلیل

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللّٰهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ (۹۳)

"اگر (دجال) میری زندگی میں نکلا، تو میں تمہاری طرف سے اس کا مقابلہ کروں گا، اور اگر وہ میری عدم موجودگی میں (یعنی وفات کے بعد) نکلا، تو ہر شخص (اپنی طرف سے) خود دفاع کرے گا، اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے لئے میرا خلیفہ ہے"

یہ حدیث روز روشن کی طرح اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ پر موت واقع ہوگی اور آپ ﷺ وفات کے بعد اس دنیا میں موجود نہیں رہیں گے۔

ساتویں دلیل

امام بخاریؒ (۹۴)، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ

"اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ تشریف لائے، اس وقت حضرت عمرؓ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان سے بیٹھ جانے کے لئے کہا، مگر انہوں نے انکار کر دیا، اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے خطبہ دیا: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ کہ "جو شخص تم میں سے محمد (ﷺ) کی عبادت کرتا تھا تو (اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ) آپ ﷺ کی موت واقع ہو گئی ہے، اور تم میں سے جو اللہ کی عبادت کرتا تھا، تو بے شک اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے، کبھی نہیں مرے گا" اور پھر یہ آیت تلاوت کی ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ (۹۵) "اور محمد (ﷺ) صرف ایک رسول ہیں، تحقیق آپ سے پہلے (بھی بہت سے) رسول گزر چکے ہیں"...... اور یہ آیت بھی پڑھی: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ

وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ﴾ (۹۶) "بے شک آپ کو مرنا ہے اور ان (سب) کو بھی مرنا ہے"

تب حضرت عمر نے یہ سن کر کہا:

"کیا یہ آیت بھی قرآن میں ہے، مجھے تو اس کی خبر نہ تھی" (۹۷)

امام بیہقیؒ نے مزید لکھا ہے: "حضرت عمرؓ نے کہا: "کہ میں سمجھتا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنی امت میں آخر تک باقی رہیں گے، تاکہ امت کے آخری اعمال کی گواہی دے سکیں، اس لئے کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ (۹۸)

"اور ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو جائیں" (۹۹)

آٹھویں دلیل

جب اللہ کے رسول ﷺ کو دفن کر دیا گیا، تو آپ کی جگر گوشہ حضرت فاطمہؓ نے کہا: "اے انس! کیا اللہ کے رسول ﷺ کے (جسدِ اطہر کے) اوپر مٹی ڈالتے ہوئے تم لوگوں کو اچھا لگا" (۱۰۰)

یہ حدیث بھی آپ ﷺ کی وفات پر صریح دلیل ہے، کیونکہ اگر آپ ﷺ فوت نہ ہوتے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ پر مٹی نہ ڈالتے اور نہ آپ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ اس قسم کے الفاظ کا اظہار کرتیں"

نویں دلیل

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ

"امت محمدیہ (ﷺ) میں دو چیزیں امان کا سبب تھیں، نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس اور امت کا استغفار کرنا، ان میں سے پہلی امان یعنی رسول کریم ﷺ تو اس دنیا سے تشریف لے گئے، لیکن امت کا استغفار، تو یہ قیامت تک باقی رہے گا" (۱۰۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دسویں دلیل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى﴾[١٠٢]

"اور یقیناً آخرت (کا گھر) آپ کے لئے دنیا سے بہتر ہے"

حافظ عمادالدین ابن کثیرؒ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو زندگی کے آخری ایام میں اس دنیا میں ہمیشہ رہنے یا اپنے پاس جانے کے مابین اختیار دیا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کو ترجیح دی"[١٠٣]

گیارھویں دلیل

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز اللہ کے رسول ﷺ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے بدنِ اطہر پر نشان پڑ گئے تھے، جب آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو میں آپ ﷺ کے بدنِ اطہر پر ہاتھ پھیرنے لگا اور عرض کی کہ آپ نے ہم کو پہلے کیوں نہیں بتایا کہ ہم اس چٹائی پر کچھ (کپڑا وغیرہ) بچھا دیتے، تو آپ ﷺ نے جواب دیا: مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا إِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا[١٠٤] "میرا دنیا (کی نعمتوں اور آسائشوں) سے کیا واسطہ، اس (فانی) دنیا کے ساتھ میری مثال تو اس مسافر کی طرح ہے، جو (اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے) کسی سایہ دار درخت کے نیچے (تھوڑی دیر کے لئے) ٹھہرا اور پھر اُسے چھوڑ کر چلا گیا"...... یہ حدیث بھی آپ ﷺ کی وفات اور آپ ﷺ کے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف منتقل ہونے کی واضح دلیل ہے...... اور

"یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص کے سلام کے جواب میں مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ قبر سے بالا نکالا، تو یہ بالکل جھوٹ ہے: ﴿مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهٖ مِنْ سُلْطَانٍ﴾ کسی معتبر و مستند کتاب میں اس کا ذکر تک نہیں اور نہ کسی صحابی و تابعیؒ سے یہ واقعہ منقول ہے، بلکہ اس کے برعکس قرآنی آیات اس کی صریح طور پر تردید کرتی ہیں"[١٠٥]

بارھویں دلیل

اللہ کے رسول ﷺ کے رحلت فرما جانے کے بعد، حضرت ابو بکر صدیقؓ وہاں تشریف لائے اور آپ ﷺ کو دیکھ کر رو پڑے، اور فرمایا:

"میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، آپ کو جو موت آنی تھی، وہ آچکی۔ آج کے بعد آپ (ﷺ) پر کوئی دوسری موت واقع نہیں ہو گی"[١٠٦]

یہاں پر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ وضاحت فرماتے ہیں کہ

"حضرت ابو بکر صدیقؓ نے وضاحت فرمائی کہ اللہ آپ ﷺ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا، جیسا کہ بعض پہلی امتوں پر دو موتیں جمع کی گئی تھیں، جس کا ذکر اس آیت میں بھی ہے ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ...... الاية﴾[١٠٧] "کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا، جو ہزاروں کی تعداد میں تھے اور موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے تھے، تو اللہ (تعالیٰ) نے ان سے فرمایا: مر جاؤ! پھر ان کو زندہ کیا"......

اور دو موتوں کا ذکر اس آیت میں بھی ہوا ہے ﴿اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ﴾[١٠٨] "یا اس شخص کی طرح کہ جس کا گزر اس بستی پر ہوا، جو چھت کے بل اوندھی پڑی ہوئی تھی، وہ کہنے لگا: اس کی موت کے بعد اللہ (تعالیٰ) اسے کس طرح زندہ کرے گا؟ تو اللہ (تعالیٰ) نے اسے سو سال کے لئے موت دے دی پھر اسے (زندہ) اٹھایا"[١٠٩]

اس سے یہ قول باطل ٹھہرا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے بدنِ اطہر میں روح کو دوبارہ لوٹا دیا ہے، کیونکہ اس صورت میں آپ ﷺ پر ایک دوسری موت کا واقع ہونا ضروری ہو جائے گا[١١٠] اور پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کا قول باطل قرار پائے گا۔

تیرھویں دلیل

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ایک خطبہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرمایا: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً

"اے لوگو! تم قیامت کے روز ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بغیر ختنہ کئے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاؤ گے"

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ﴾[۱۱۱] کہ "جیسے ہم نے پہلی دفعہ پیدائش کی تھی، اسی طرح دوبارہ کریں گے، یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے، اور ہم اسے ضرور کر کے (ہی) رہیں گے"...... اس کے بعد اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا، اور جب میں 'حوضِ کوثر' کے پاس ہوں گا، تو کچھ لوگ میرے پاس آتے ہوئے دکھائی دیں گے، مگر ان کو شمال کی جانب دھکیل دیا جائے گا، میں کہوں گا: "یہ تو میری اُمت کے لوگ ہیں"، مجھ سے کہا جائے گا: "آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ (کی وفات) کے بعد دین میں کیا کیا تبدیلیاں کرلی تھیں"، اس وقت میں وہی کچھ کہوں گا، جو اللہ کے نیک بندے عیسیٰ علیہ السلام (اپنے ربّ کے حضور) کہیں گے: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾[۱۱۲] "میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں موجود رہا، پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو، تو ہی ان کے اعمال کا نگران رہا اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے"...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ کی وفات کے بعد یہ لوگ دین اسلام سے برابر 'مرتد' رہے"[۱۱۳]

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ روزِ قیامت اہلِ بدعت سے بری ہو جائیں گے اور چونکہ آپ ﷺ ان کے احوال سے بے خبر تھے، اس لئے ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں گے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی وفات کے بعد دنیا میں حاضر و ناظر نہیں ہوتے اور جب انبیاء علیہم السلام کی یہ کیفیت ہے، تو کوئی دوسرا (اُمتی) مرنے کے بعد امت کے احوال سے کیسے واقف ہو سکتا ہے؟

جملہ آیات واحادیثِ صحیحہ جو انبیاءِ کرام علیہم السلام کے حاضر و ناظر نہ ہونے پر

دلالت کرتی ہیں، ان پر ایمان لانا اور ان کو تسلیم کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا﴾[۱۱۴]

"اور (دیکھو) کسی بھی مؤمن مرد اور عورت کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ کے بعد، اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو!) اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسول ﷺ کی جو بھی نافرمانی کرے گا، وہ صریح گمراہی میں پڑے گا"

حافظ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں:

"ہر وہ شخص جس نے دین میں بدعات نکالیں وہ خوارج و روافض، ظلم کرنے والے اور حق کو مٹانے والے اور کھلم کھلا کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والے کی طرح، حوضِ کوثر سے روزِ قیامت دور ہٹا دیا جائے گا"[۱۱۵]

دین میں سب سے بہتر اور درست طریقہ حضرت محمد ﷺ کا طریقہ ہے، ائمہ اسلام میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ فلاں شخص کا طریقہ سب سے بہتر اور عین دین ہے...... اس لئے ہر شخص کے لئے لازم ہے کہ اختلاف کے وقت وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرے...... نیز صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور کائنات کے اُمور میں تصرف کرتے ہیں، اس قسم کی بات کہنا یا آپ ﷺ کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا شرک و بدعت ہے، کیونکہ ایسے عقائد و نظریات رکھنے والوں نے "کلمہ شہادت" کو صحیح طور پر سمجھا ہی نہیں، اگر یہ لوگ آپ ﷺ سے حقیقی اور خالص محبت کرتے تو آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو قبول کرتے اور اس کے خلاف کوئی عمل نہ کرتے (اس لئے کہ بقولِ شاعر) لِأَنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ "محبت کرنے والا، اپنے محبوب (کے ہر قول و فعل) کی پیروی کرتا ہے"...... تو ایسی بدعات کو رواج دینے والے گویا یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دین ابھی مکمل نہیں ہوا اور اس کی کچھ باتیں باقی رہ گئی ہیں جن کی تکمیل (حامل شریعت ﷺ کی وفات

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد) ہمارے ہاتھوں ہو رہی ہے، یقیناً ایسے لوگ اس آیتِ کریمہ کے منکر ہیں: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾[۱۱۶] "کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر دیا اور تم پر اپنا احسان تمام کیا اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا"...... یہ آیت اس بات پر واضح دلالت کرتی ہے کہ دین میں اب کسی اضافے کی گنجائش نہیں، کیونکہ دین کی تکمیل اس آیت کے نزول کے ساتھ ہی ہو چکی ہے۔

علامہ شاطبیؒ رقم طراز ہیں:

"امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ بدعات میں کوئی "بدعتِ حسنہ" بھی ہے، تو گویا وہ (اپنے تئیں) یہ کہتا ہے کہ "حضرت محمد ﷺ نے اللہ کا دین (امت تک) پہنچانے میں (نعوذ باللہ) خیانت کی ہے اور دین کی ساری باتیں (اپنی امت تک) نہیں پہنچائی ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ...... الاية﴾ یقیناً جو چیز آپ ﷺ کے عہد میں دین نہیں تھی وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتی"[۱۱۷]

اگر نبی محترم ﷺ بعد از وفات زندہ ہوتے، تو آپ ﷺ کو غسل دیا جاتا، نہ کفن پہنایا جاتا، اور صحابہ کرامؓ نہ آپ کو دفن کرتے اور نہ آپ ﷺ کا خلیفہ مقرر کرتے اور جب انہوں نے ایسا کیا، تو وہ یقیناً آپ ﷺ کی موت واقع ہونے پر متفق تھے۔

اگر نبی کریم ﷺ اس دنیا میں زندہ ہوتے تو صحابہ کرامؓ کے درمیان ظاہر ہونے والے جملہ اختلافات کو حل کرنے کے لئے ضرور فیصلہ صادر فرماتے اور اس طرح صحابہ کرامؓ کے مابین خونریز جنگیں نہ لڑی جاتیں، اور نہ امتِ مسلمہ اس فتنے کا شکار ہوتی۔

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

"بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے بعض شہدا کو ان کی شہادت کے ہزاروں سال بعد دیکھا ہے تو یہ دعویٰ سراسر جھوٹ، فریب اور دھوکہ دہی ہے"[۱۱۸]

فالعياذ بالله من مثل هذه الخرافات والدعايات!

اہل بدعات کے چند باطل عقائد اور ان کی تردید

انبیاء علیہم السلام اور اولیاءِ کرام رحمہم اللہ کو کائنات میں تصرف کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا[۱۱۹]

"فاطمہؓ بنت محمد (ﷺ) میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے مانگ لو، قیامت کے روز میں تم کو اللہ کے ہاں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا"

اس حدیث میں اس بات کی صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی کے نفع و نقصان کے مالک نہیں تو پھر آپ (ﷺ) کسی دوسرے امتی کو کیسے فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟ ...... ہاں البتہ آپ ﷺ اپنی امت کے لئے اپنے رب کے حضور سفارش ضرور کریں گے، اور یہ سفارش اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوگی اور جس کے حق میں اللہ تعالیٰ چاہے گا، سفارش ہوگی اور پھر قبول بھی کی جائے گی۔

قرآن حکیم میں اس بات کی صراحت موجود ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ﴾[۱۲۰]

"(اے پیغمبر (ﷺ)! کہہ دو، میں تم سے یہ نہیں کہتا، کہ میرے پاس اللہ (تعالیٰ) کے خزانے ہیں اور (یہ بھی کہہ دو کہ) میں غیب نہیں جانتا اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں، جو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مجھ کو حکم ہوتا ہے"

اس آیتِ کریمہ میں یہ صراحت ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے پاس نہ اللہ تعالیٰ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خزانے تھے، جن کو آپ لوگوں میں تقسیم کرتے، نہ آپ عالم الغیب تھے اور نہ فرشتہ تھے، بلکہ انسان تھے اور اپنے ربّ کی طرف سے نازل کردہ احکامات کی مکمل پیروی کرنے والے رسول تھے۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوا ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ﴾ (۱۳۱)

”(اے پیغمبر ﷺ!) کہہ دو کہ میں اپنی ذات کے نفع و نقصان کا (بھی) مالک نہیں، مگر جو اللہ چاہے (صرف اسی حد تک ہی) اور اگر میں غیب کی بات جانتا ہوتا تو اپنے لئے بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے (کبھی) کچھ تکلیف نہ پہنچتی، میں تو کچھ نہیں، مگر (ایک بندہ اور اللہ کا رسول) ایمانداروں کو ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا“

ایک اور جگہ یوں ارشاد ہوا ہے:

﴿قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾ (۱۳۲)

”(اے پیغمبر ﷺ) کہہ دو، کہ میں تمہارے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا“

یہ آیات وضاحت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو کائنات میں تصرف کرنے کا کچھ اختیار نہیں دیا اور جب ان (ہستیوں) کی یہ حالت ہے تو دوسرے (اُمتی) لوگ کائنات میں کیسے تصرف کر سکتے ہیں؟ لہٰذا اولیاء کرام یا کسی دوسرے کو متصرّف فی الکون سمجھنا باطل عقیدہ ہے، اس لئے کہ اس صفت سے متصف صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی طرح کسی کو ہدایت☆ دینے کا اختیار بھی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاصل ہے، کسی رسول اور نبی کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَیْسَ عَلَیْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (۱۳۳)

☆ یہاں ہدایت سے مراد ”ہدایت توفیقی ہے“ ”یعنی سیدھی راہ پر چلنے کی کامل توفیق دینا“ جبکہ ”ہدایت ارشادی“ مخلوق میں سے انبیاء و رسل علیہم السلام اور امت کے دیگر بزرگ بھی دے سکتے ہیں، جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے ﴿وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ ”بے شک آپ تو سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتے ہیں“ (سورۃ الشوریٰ: ۵۲) ..... لقمان

”(اے محمد ﷺ!) ان مشرکین کو ہدایت دینا آپ کے اختیار میں نہیں ہے، بلکہ اللہ (تعالیٰ) جسے چاہتا ہے ہدایت سے نواز دیتا ہے“

اگر کسی رسول یا نبی کو ہدایت دینے کا اختیار ہوتا تو حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے (کنعان) کو، حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کو، حضرت لوط علیہ السلام اپنی بیوی کو، اور نبی کریم ﷺ اپنے چچاؤں کو راہِ راست پر لے آتے ..... مگر نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (۱۳۴)

”(اے پیغمبر ﷺ!) بے شک آپ جس کو چاہیں راہِ راست پر نہیں لا سکتے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے، وہ جس کو چاہتا ہے، راہِ راست پر لاتا ہے“......

لہٰذا ثابت ہوا کہ تمام اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے خاص ہیں:

﴿فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (۱۳۵)

”پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے، اور تم (سب) کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے“

ہر طرح کی قدرت، غلبہ اور علم اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خاص ہیں:

﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ﴾ (۱۳۶)

”اور وہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے اور وہ بڑی حکمت والا خبردار ہے“

اس طرح مارنا اور زندہ کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام اور اسی کی ہی قبضۂ قدرت میں ہے

﴿وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْیَا﴾ (۱۳۷)

”اور بے شک وہی ہے جو مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے“

کسی کو تونگر اور کسی کو گداگر بھی اللہ تعالیٰ بناتا ہے: ﴿وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى﴾ (۱۳۸)

”اور یہ کہ وہی (کسی کو تو) مالدار کرتا ہے اور (کسی کو) محتاج بناتا ہے“

نبی مکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کے وکیل نہیں تھے، اس بات کی صراحت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے ﴿قُلْ لَّسْتُ عَلَیْكُمْ بِوَكِیْلٍ﴾ (۱۳۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"(اے پیغمبر ﷺ!) کہہ دیجئے، میں تمہارے اوپر داروغہ نہیں"

کسی شخص کا وکیل☆ اپنے مؤکل کی طرف سے اس کے معاملات نمٹاتا ہے، اس کو درپیش مسائل میں اس کی مدد کرتا ہے اور اس کی جانب سے خود مختار ہوتا ہے، لیکن اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ اللہ کی طرف سے کسی کے 'وکیل' نہیں تھے، بلکہ آپ ﷺ صرف رسولؐ تھے، اور آپ ﷺ کا اصل کام فریضۂ رسالت کی بجا آوری اور دعوت و تبلیغ تھا۔

آپ ﷺ لوگوں کے اعمال کے نگران بھی نہ تھے، اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ﴿وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ﴾ (۱۳۰) "اور ہم نے تجھ کو ان کا نگران نہیں بنایا اور نہ تو ان پر داروغہ ہے" (مطلب یہ کہ، نہ آپ ان کے پاسبان ہیں کہ ہر وقت ان پر تعینات رہیں کہ وہ سیدھی راہ سے بھٹکنے نہ پائیں) ایک اور جگہ ارشاد ہوا ہے

﴿إِنَّمَا أَنتَ نَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾ (۱۳۱)

"آپ تو صرف (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ان کو) ڈرانے والے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مختار ہے"۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (۱۳۲)

"اور زمین کی سب چیزیں خرید کر بھی تو ان کے دلوں کو جوڑ نہ سکتا تھا لیکن اللہ ہی ہے جس نے ان کے دلوں کو آپس میں جوڑ دیا۔ بے شک وہ غالب حکمت والا ہے۔"

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ﴾ (۱۳۳)

"اور میں (رسول) تم پر نگران نہیں" مطلب یہ کہ میں تمہارے اعمال وافعال پر جواب دہ نہیں ہوں......

☆"قرآنی تعلیمات کے مطابق "وکیل" صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو بنانا چاہئے، ارشاد ہے:

﴿لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا﴾ (سورۂ مزمل:۹)

"اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو اسی کو (اپنا) کارساز پکڑ لے" ......لقمان

اللہ کے رسول ﷺ صرف داعی و مبلغ اور اللہ کی طرف سے بشیر و نذیر تھے، راہ دکھانا آپ ﷺ کا کام تھا، اس راہ پر چلانا اور پھر اس پر ثابت قدمی کی توفیق دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، جیسا کہ پہلے بھی اس مسئلہ پر تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

بہت سے لوگوں کا یہ تصور اور عقیدہ ہے، کہ شرک صرف اور صرف بتوں اور مورتیوں کی پوجا کا نام ہے حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے، کیونکہ شرک کی بہت سی قسمیں ہیں، جن کا تذکرہ شیخ محمد طاہر نے بھی اپنی کتاب "العرفان فی أصول القرآن" میں کیا ہے، وہ لکھتے ہیں: "شرک کی دو بڑی قسمیں ہیں "شرک فی الاعتقاد" (یعنی عقائد و افکار اور نظریات کا شرک) اور "شرك فى الأفعال" (یعنی عملی شرک) پھر "شرك فى الاعتقاد" (یعنی عقائد میں شرک) کی آگے چار قسمیں ہیں اور ان میں سے ایک قسم شرك فى التصرف ہے (یعنی کائنات کے جملہ امور میں مخلوق کے تصرفات کا اختیار) اور یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا بھی نفع و نقصان کا مالک ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ﴾ (۱۳۴)

"بھلا کون ہے جو لاچار اور بے کس کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے......؟"

جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو مشکل کشا، حاجت روا سمجھتا ہے، وہ حقیقت میں نصاریٰ (عیسائیوں) کی مشابہت کرتا ہے، عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ لوگوں کی فریاد سنتے ہیں، ان کی دادرسی کرتے اور ان کے مسائل حل کرتے ہیں، نیز ان کے ہر عمل کی خبر رکھتے، ان کی پکاروں کو سنتے اور ان کا جواب دیتے ہیں، جبکہ یہی "شرکِ اکبر" ہے۔ نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور صرف اسی کو ہی کائنات میں تصرف کرنے کا اختیار ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انبیاء علیہم السلام کی بعض دعائیں بھی بارگاہِ الٰہی میں قبول نہیں ہوئیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾(۱۳۵)

"آپ ان (منافقین) کے لئے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں، اگر آپ ستر مرتبہ بھی ان کے لئے بخشش مانگیں، تو بھی اللہ (تعالیٰ) انہیں ہرگز نہ بخشے گا"

نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کے لئے استغفار کی اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت نہ دی...... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اور رونے لگے، اس پر صحابہ کرامؓ بھی روئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے اللہ سے اپنی والدہ کی مغفرت کی دعا کیلئے اجازت طلب کی جو قبول نہیں ہوئی، پھر میں نے ان کی قبر کی زیارت کے لئے اجازت مانگی تو یہ قبول ہوئی"۔(۱۳۶)

نبی مکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

"میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا، دو چیزیں مجھے عطا کی گئیں اور ایک عطا نہ کی گئی، ایک یہ کہ میری امت عام قحط کے ذریعہ ہلاک نہ کی جائے" اور دوسرے یہ کہ میری امت غرق کے ذریعہ ہلاک نہ کی جائے تو یہ دونوں دعائیں (اللہ کی بارگاہ میں) قبول ہوئیں۔ پھر میں نے یہ سوال کیا "کہ میری اُمت آپس میں لڑائی کا شکار نہ ہو، تو یہ دعا قبول نہ ہوئی۔"(۱۳۷)

حضرت محمد ﷺ جو سب سے افضل تھے، جب آپ کی تمام دعائیں قبول نہیں ہوئیں تو امت میں دوسرا کون شخص ہے، جو یہ دعویٰ کرے کہ اس کی ہر دعا قبول☆ ہوتی ہے۔

اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ عالم الغیب بھی نہ تھے اور اس سلسلے میں بے شمار دلائل کتاب و سنت میں وارد ہوئے ہیں، جن میں سے ایک مشہور واقعہ فتح خیبر کا ہے کہ جب

☆ دعا کی قبولیت اور عدمِ قبولیت کے سلسلے میں یہ بات واضح ہے کہ بسا اوقات انبیاء ورسل علیہم السلام میں سے کسی کی دعا کو مسترد کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ کتاب ہذا کے مصنف نے بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ چاہے تو شیطان کی التجا کو بھی قبول فرمالے۔ اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم ذات ہے، ایک تو اس کے فیصلے اور منشا میں کوئی دخل اندازی کر سکتا ہے اور نہ کوئی اس کے مرضی کے فیصلے کی تنفیذ میں کوئی رکاوٹ ڈال سکتا ہے اور وہ حکیم بھی ہے، کہ اس کا ہر فیصلہ اور حکم مبنی بر حکمت ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت

آنحضور ﷺ نے خیبر کی فتح کے بعد اطمینان کا سانس لیا تو سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث نے آپ ﷺ کے پاس بھنی ہوئی بکری کا ہدیہ بھیجا (چونکہ آپ ﷺ برضاو رغبت ہدیہ قبول فرماتے تھے، اسی لئے) اس نے پوچھ رکھا تھا کہ آپ کو کون سا عضو زیادہ پسند ہے، تو اسے بتایا گیا تھا کہ دستہ (یعنی بازو کا گوشت) تو اس نے دستی گوشت میں خوب زہر ملا دیا اور اس کے بعد گوشت کا بقیہ حصہ بھی زہر آلود کر دیا، پھر اسے لے کر آپ ﷺ کے پاس آئی اور اسے آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے دستہ اٹھا کر اس کا ایک ٹکڑا چبایا اور نگلنے کے بجائے تھوک دیا، پھر فرمایا: "یہ ہڈی بتا رہی ہے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے، بعد ازاں آپ ﷺ نے اس یہودیہ عورت زینب کو بلایا تو اس نے اقرار کر لیا، آپ ﷺ نے پوچھا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب: "میں نے سوچا تھا، کہ اگر یہ بادشاہ ہے تو ہمیں اس سے راحت (یعنی نجات) مل جائے گی اور اگر نبی ہے تو اسے (اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی) خبر دے دی جائے گی، اس پر آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا، جبکہ حضرت بشر بن براءؓ نے ایک لقمہ نگل لیا تھا، جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہو گئی"(۱۳۸)...... "امام ابوداودؒ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ بکری کے اس زہر کی وجہ سے اپنے کندھے پر پچھنے لگوایا کرتے تھے"

یہ واقعہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ نہ "عالم الغیب" تھے اور نہ ہر جگہ حاضر و ناظر، اگر حقیقت میں ایسا ہوتا تو آپ ﷺ کو پہلے سے اس بات کی خبر ہوتی کہ اس گوشت میں زہر ملا ہوا ہے، پھر نہ آپ ﷺ خود اسے کھاتے اور نہ کسی صحابی کو کھانے دیتے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے (کنعان) کی نجات کے لئے اپنے رب سے التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ﴿يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ (سورۃ ہود:۴۶) مگر جب شیطان ابلیس نے بارگاہِ ایزدی میں یہ التجا کی ﴿رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ، قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ، اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ﴾ (سورۃ ص:۷۹، ۸۰، ۸۱) مطلب یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام کی پکار کے باوجود ان کا بیٹا عذاب الٰہی سے نہ بچ سکا، جبکہ شیطان نے قیامت تک کے لئے اپنی زندگی کی مہلت کا سوال کیا تو اسے قبول کر لیا گیا۔ ...... لقمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ، وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ، وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ، قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ (۱۲۹)

"اور جس کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو دکھلا دیں یا (ان کے ظہور سے پہلے) ہم آپ کو وفات دے دیں، سو ہمارے پاس تو ان کو آنا ہی ہے، پھر اللہ ان کے سب افعال پر گواہ ہے اور ہر اُمت کے لئے ایک رسول ہے، سو جب ان کا وہ رسول آچکتا ہے (تو) ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا، اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا، اگر تم سچے ہو (اے پیغمبرؐ)؟ آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لئے تو کسی نفع کا اور کسی ضرر (دکھ یا تکلیف) کا اختیار نہیں رکھتا، مگر جس قدر کہ اللہ (تعالیٰ) کو منظور ہو، ہر امت کے لئے ایک وقت معین ہے، جب ان کا وہ معین وقت آپہنچتا ہے، تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں"

یہ آیاتِ بینات وضاحت کرتی ہیں کہ سب کو ایک روز اللہ جل شانہ کی طرف لوٹنا ہے، ہر قسم کے تصرفات واختیارات اللہ تعالیٰ کو حاصل ہیں، اور رسول کا کام صرف اور صرف دعوت و تبلیغ ہے۔ اللہ جل شانہ کا مزید ارشاد ہے:

﴿وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾

"اور آپ کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور جو کام بھی کرتے ہوں، ہم کو سب کی خبر رہتی ہے، جب تم اس کام میں مشغول ہوتے ہو، اور آپ کے پروردگار سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں، نہ زمین میں نہ آسمان میں، اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی، مگر یہ سب

کتاب مبین میں لکھی ہوئی ہے" (۱۳۰)

یہ آیتِ کریمہ اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کائنات کی کوئی چیز مخفی نہیں اور وہ انسان کے ہر ظاہر و پوشیدہ عمل کی مکمل خبر رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ، وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ، قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ﴾ (۱۳۱)

"اور اللہ (تعالیٰ) کے سوا ان کو مت پکار، جو نہ تیرا فائدہ کر سکتے ہیں اور نہ نقصان، پھر اگر (بالفرض) تو ایسا کرے، تو بے شک تو بھی ظالموں میں سے ہوگا، اور اگر اللہ (تعالیٰ) تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے، تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں، اور اگر تجھ کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے، تو اس کے فضل کو (تجھ سے) کوئی پھیر دینے والا (یعنی روکنے والا) نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے فائدہ (یا فائدہ اور نقصان دونوں) پہنچائے، اور وہی (گناہوں کو) بخشنے والا مہربان ہے۔ (اے پیغمبرؐ) کہہ دے، لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حق آچکا (یعنی قرآن یا دین اسلام یا پیغمبر) پھر جو کوئی (سیدھی) راہ اختیار کرے تو وہ اپنے ہی فائدے کے لئے (سیدھی) راہ پر چلتا ہے، اور جو کوئی بھٹک جائے، تو وہ بھٹک کر اپنا ہی نقصان کرتا ہے، اور میں تمہارے اوپر ذمہ دار نہیں ہوں"

ان آیاتِ قرآنیہ سے درج ذیل اُمور واضح ہوتے ہیں:

۱) اللہ تعالیٰ کے سوا کائنات کی ہر چیز کو استعانت واستغاثہ کی غرض سے پکارنا اور کسی زندہ ہستی ہو یا مردہ، جاندار ہو یا بے جان کی عبادت کرنا، سب شرک کے زمرے میں آتا ہے۔

۲) ہر قسم کے نفع و نقصان کا اختیار اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

۳) اگر شرک کا مرتکب کوئی نبی یا رسول ہو، تو وہ بھی ظالموں میں سے شمار ہوگا، اس لئے کہ سورۂ لقمان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ (۱۳۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے"

۴) ہر تکلیف وراحت، غم اور دکھ، نفع و نقصان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور اس کا مداوا و ازالہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔

۵) اللہ تعالیٰ اگر کسی کو کوئی تکلیف یا دکھ دینا چاہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے اس سے بچا نہیں سکتی، اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کسی کو راحت یا فائدہ پہنچانا چاہے تو اس کے علاوہ دوسرا کوئی بھی اسے اس فائدے سے محروم نہیں کر سکتا۔

مسند احمد اور جامع ترمذی میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:

"ہر قسم کی مدد اللہ تعالیٰ سے طلب کرو، کیونکہ تمام دنیا اگر تم کو ضرر (تکلیف) یا فائدہ پہنچانا چاہے، تو جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو، نہ تمہیں کچھ نفع پہنچا سکتی ہے نہ ضرر (یعنی تکلیف)"...... (۱۴۳)

حضرت عامر بن قیسؒ کہتے ہیں:

"قرآنِ حکیم کی تین آیتوں نے مجھے سارے جہان سے بے نیاز کر دیا، ایک یہ آیت ہے۔ دوسری ﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ﴾ (۱۴۴) ترجمہ "جو رحمت اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے کھول دے اسے کوئی روک سکنے والا نہیں اور جسے (اللہ تعالیٰ) روک لے اسے کوئی کھولنے والا نہیں"

...... اور تیسری آیت ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ﴾ (۱۴۵) ترجمہ "اور زمین پر جو جانور بھی چلتا پھرتا ہے، اس کی روزی اللہ (تعالیٰ) پر ہے، اور وہی جانتا ہے کہ وہ کہاں رہے گا اور کہاں مرے گا، سب کچھ کھلی کتاب (لوح محفوظ) میں موجود ہے" (۱۴۶)

۶) ہر شخص ہدایت یا گمراہی کا راستہ اختیار کرنے میں آزاد ہے۔

۷) رسول یا نبی کی یہ ذمہ داری نہیں، کہ وہ زبردستی لوگوں کو ہدایت پر لگائیں۔

وما علينا إلا البلاغ المبين وما توفيقنا إلا بالله عليه توكلنا وإليه ننيب ......

إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقي إلا بالله ، عليه توكلت وإليه أنيب

خاتمہ

مسلمانوں کو ہم یہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے تعصبات و خواہشاتِ نفسانی کو چھوڑ کر دین اسلام کا صحیح راستہ اختیار کریں، اور حضرت محمد ﷺ کی تعظیم، آپ ﷺ کی شان و مقام کے مطابق کریں، آپ ﷺ کی پسندیدہ چیزوں کو پسند کریں، اور آپ ﷺ کی ناپسندیدہ چیزوں کو ناپسند کریں، آپ ﷺ کے جملہ اوامر کو بجا لائیں اور جملہ منہیات سے اجتناب کریں نیز آپ ﷺ کے فرمان پر، اُمت میں سے کسی دوسرے کے فرمان کو ترجیح نہ دیں، دین اسلام پر استقامت اختیار کریں، اور گمراہ کن اور فاسد و باطل اعتقادات سے چھٹکارا حاصل کریں۔

ہر شخص اپنے کنبہ و قبیلہ، اور خاندان کے امور کا مسئول ہے، نیز ہر محکمے کا سربراہ سلطنت کا حکمران، ادارے کا منتظم اپنے ماتحت رعایا و افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا، صحیح عقیدہ اور عمل صالح ہی کے ذریعے اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونا ممکن ہے، باطل و فاسد عقائد کو اختیار کر کے ہم اپنے آپ کو، اپنے اہل و عیال کو اور اپنے تحت افراد کو جہنم کی آگ سے آزاد نہیں کرا سکتے، اس لئے ہمیں اس مستعار زندگی کو موقع غنیمت جانتے ہوئے فی الفور اپنے عقائد کی اصلاح کر لینی چاہئے، اور قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق اپنے اعمال کو بجا لانا چاہئے۔

یہی ہماری نصیحت ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا اور امید کرتے ہیں کہ وہ اس نصیحت کے لئے ہمارے اور آپ سب کے سینے کو کھول دے۔ آمین یا إلٰہ العٰلمین!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوبُ إِلَيْكَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ سورۃ الذاریات:۵۶
۲۔ سورۃ النحل:۳۶
۳۔ سورۃ الزمر:۶۵
۴۔ سورۃ توبہ:۳۰
۵۔ سورۃ الزخرف:۱۹
۶۔ سورۃ الاخلاص
۷۔ سورۃ النجم:۱۹۔۲۳
۸۔ سورۃ الشوریٰ:۱۱
۹۔ سورۃ فاطر:۱۵
۱۰۔ سورۃ یوسف:۱۰۶
۱۱۔ سورۃ البقرۃ:۱۳۶
۱۲۔ صحیح مسلم، حضرت تمیم بن اوس الداریؓ سے مروی ہے۔(بحوالہ شرح اربعین نوویؒ)
۱۳۔ سورۃ آل عمران:۱۰۲
۱۴۔ سورۃ النساء:۱
۱۵۔ سورۃ الاحزاب:۷۱
۱۶۔ سورۃ الشوریٰ:۱۱
۱۷۔ سورۃ المجادلہ:۷
۱۸۔ سورۃ الحدید:۴
۱۹۔ سورۃ الزمر:۳۰
۲۰۔ سورۃ الانبیاء:۳۴
۲۱۔ سورۃ الاعراف:۱۸۸
۲۲۔ سورۃ الاسراء:۱
۲۳۔ سورۃ الجن:۱۹
۲۴۔ سورۃ النساء:۴۸
۲۵۔ سورۃ القصص:۴۴
۲۶۔ سورۃ القصص:۴۵
۲۷۔ سورۃ القصص:۴۶
۲۸۔ سورۃ القصص:۴۵
۲۹۔ سورۃ آل عمران:۴۴
۳۰۔ سورۃ یوسف:۱۰۲
۳۱۔ سورۃ النساء:۴۱
۳۲۔ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الحشر، حدیث نمبر ۶۵۲۶
۳۳۔ سورۃ المائدۃ:۱۱۷۔۱۱۸
۳۴۔ سورۃ الأعراف:۶
۳۵۔ سورۃ المائدۃ:۱۰۹
۳۶۔ صحیح مسلم:کتاب الحج، باب مایقول اذارکب الی سفر الحج وغیرہ، حدیث نمبر ۱۳۴۲
۳۷۔ صحیح بخاری:کتاب الهبة، باب هبة المرأة لغير زوجها، حدیث نمبر ۲۵۹۳، اور کتاب صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب فی حديث الافك و قبول توبة القاذف حدیث نمبر ۲۷۷۰
۳۸۔ صحیح البخاری:کتاب الهبة، باب هبة المرأة لغير زوجها، حدیث نمبر ۲۵۹۳
۳۹۔ یہ حدیث موضوع ہے۔
۴۰۔ تفصیل کے لئے دیکھئے"روح المعانی"از علامہ آلوسیؒ، تفسیر "سورۃ الاحزاب"، بحث "خاتم النبیین"
۴۱۔ مسند ابویعلی:۶/۷ ۱۴، نیز اسے ابویعلی، بزار اور دیگر محدثینؒ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کیا ہے، اور اس کی اسناد صحیح ہے۔
۴۲۔ اسے امام ابوداودؒ نے روایت کیا ہے اور امام البانیؒ نے صحیح مشکوۃ المصابیح میں حسن قرار دیا ہے۔
۴۳۔ سورۃ آل عمران:۱۶۹
۴۴۔ سورۃ البقرۃ:۱۵۴
۴۵۔ تفسیر روح المعانی:ج۲، ص ۲۲
۴۶۔ تفسیر النسفی:ج ۱ص ۸۳

۴۷۔ "أسباب النزول" نیز دیکھئے" صحیح الجامع الصغیر وزیادۃ" حدیث:۷۹۰۵، ج۲ص ۱۳۰۹
۴۸۔ "صحیح بخاری"، کتاب التعبیر، باب من رای النبی ﷺ فی المنام، حدیث نمبر ۶۹۹۷
۴۹۔ صحیح بخاری، کتاب التعبیر، باب من رای النبی ﷺ فی المنام، حدیث نمبر ۶۹۹۴
۵۰۔ "فتح الباری" کتاب التعبیر، باب من رای النبی ﷺ فی المنام۔
۵۱۔ فتح الباری، کتاب التعبیر، باب من رای النبی ﷺ فی المنام۔
۵۲۔ "شرح مسلم" "کتاب الرؤیا، باب قول النبی ﷺ "من رانی فی المنام فقد رانی"
۵۳۔ "منتخب کنز العمال" ج۵، ص۶۱
۵۴۔ "منتقی حیاۃ الصحابہ"
۵۵۔ الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان"۔ از امام ابن تیمیہؒ
۵۶۔ الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان" از امام ابن تیمیہؒ
۵۷۔ الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان" از شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ
۵۸۔ سورۃ الفیل:۱
۵۹۔ سورۃ الفجر:۶
۶۰۔ "الجامع لاحکام القرآن" از امام قرطبیؒ، تفسیر سورۃ الفیل
۶۱۔ "زاد المسیر"، تفسیر سورۃ الفیل
۶۲۔ "التفسیر الکبیر" تفسیر سورۃ الفجر، ۳۱/۱۶۵
۶۳۔ تفسیر بیضاوی، تفسیر سورۃ الفیل، ج۲ص ۶۲۳
۶۴۔ سورۃ یٰسین:۳۱
۶۵۔ التفسیر الکبیر:۳۲/۹۷
۶۶۔ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب التشهد فی الأخرة، حدیث نمبر ۸۳۱
۶۷۔ صحیح البخاری"کتاب الاستئذان، باب الأخذ باليد، حدیث نمبر ۶۲۶۵
۶۸۔ "صحیح مسلم" "کتاب الجنائز، باب مايقال عند دخول القبور والدعاء لا هلها حدیث نمبر ۹۷۵
۶۹۔ اسے امام نسائی اور امام دارمی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے کہ اور امام البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے، دیکھئے: "صحیح الجامع الصغیر" حدیث نمبر ۲۱۷۴
۷۰۔ سورۃ الاحزاب:۵۳
۷۱۔ سورۃ الاحزاب:۶
۷۲۔ سورۃ الاحزاب:۴۵
۷۳۔ سورۃ الدہر:۲
۷۴۔ سورۃ یوسف:۵۱
۷۵۔ سورۃ الکہف:۷۹
۷۶۔ سورۃ البقرۃ:۱۴۳
۷۷۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۳ص ۴۹۷
۷۸۔ مسند احمد بن حنبل"، ج۵ ص۵۹ اور صحیح سنن الترمذی، حدیث نمبر ۲۸۵۶
۷۹۔ مسند احمد بن حنبل، ج ۴ص ۱۲۷
۸۰۔ سورۃ یوسف:۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۱۔ سورۃ الضحیٰ:۷
۸۲۔ دیکھیے تفصیل: "شرح المذاہب" ج۱ص ۳۳

۸۳۔ سورۃ الأنبیاء: ۳۴
۸۴۔ "التفسیر الکبیر" تفسیر سورۃ الانبیاء: ج ۲۲ص ۱۶۹

۸۵۔ ایضاً ج ۲۲ص ۱۶۹
۸۶۔ سورۃ آل عمران: ۱۴۴

۸۷۔ سورۃ الفرقان: ۷
۸۸۔ سورۃ الانبیاء: ۸

۸۹۔ سورۃ الزمر: ۳۰
۹۰۔ حاشیہ "اشرف الحواشی" سورۃ الزمر

۹۱۔ مسند احمد بن حنبلؒ ج ۴ص ۱۰۶

۹۲۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل: باب تفضیل نبیناﷺ علی جمیع الخلائق حدیث نمبر ۲۲۷۸
صحیح سنن ابی داود، حدیث نمبر ۳۹۰۷، صحیح سنن ترمذی حدیث نمبر ۲۵۱۶، صحیح ابن ماجہ حدیث ۳۴۷۷

۹۳۔ صحیح مسلم کتاب الفتن: باب ذکر الدجال وصفته و ما معه، حدیث نمبر ۲۱۳۷

۹۴۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ، حدیث نمبر ۴۴۵۴

۹۵۔ سورۃ آل عمران، ۱۴۴
۹۶۔ سورۃ الزمر: ۳۰

۹۷۔ "فتح الباری" کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ، ج ۸ ص ۱۴۶

۹۸۔ سورۃ البقرۃ: ۱۴۳

۹۹۔ دلائل النبوۃ باب ماجآء فی همه بأن یکتب لأصحابه کتابا حین اشتد به الوجع یوم الخمیس

۱۰۰۔ صحیح البخاری، کتاب مغازی، باب مرض النبی ﷺ، حدیث نمبر ۴۴۶۲

۱۰۱۔ مسند احمد بن حنبل، ج ۳ ص ۳۹۳
۱۰۲۔ سورۃ الضحیٰ: ۴

۱۰۳۔ تفسیر ابن کثیرؒ، تفسیر سورۃ الضحیٰ، ج ۴ ص ۵۲۲

۱۰۴۔ "صحیح سنن الترمذی" حدیث نمبر ۱۹۳۶، صحیح ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۳۱۷

۱۰۵۔ دیکھیے: سورۃ الانبیاء: ۳۴، سورۃ آل عمران: ۱۴۴، سورۃ الزمر: ۳۰

۱۰۶۔ "صحیح البخاری" کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت، اذا ادرج فی اکفانہ، حدیث نمبر ۱۲۴۱

۱۰۷۔ سورۃ البقرۃ: ۲۴۳
۱۰۸۔ سورۃ البقرۃ: ۲۵۹

۱۰۹۔ "فتح الباری" کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت اذا ادرج فی اکفانہ "ج ۳ ص ۱۱۴

۱۱۰۔ "قرآن حکیم میں صراحت ہے کہ روز قیامت روحوں کو (ان کے) جسموں میں داخل کیا جائے گا، جس سے معلوم ہوا، کہ رسول کریم ﷺ کا جسم مبارک قبر میں بغیر روح کے موجود ہے، کیونکہ اگر اب آپ ﷺ کے جسد اطہر میں روح تسلیم کی جائے تو قرب قیامت اس روح کو بدن سے نکالا جائے گا اور بعد میں اسے دوبارہ لوٹایا جائے گا، اس سے آپ ﷺ پر ایک سے زیادہ بار موت کا واقع ہونا ماننا پڑے گا، جس کی تردید

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے قول سے ہو چکی ہے" (مترجم)

۱۱۱۔ سورۃ الانبیاء: ۱۰۴
۱۱۲۔ سورۃ المائدۃ: ۱۱۷

۱۱۳۔ "صحیح بخاری" کتاب التفسیر، باب ﴿وکنت علیهم شهیدا...... الایة﴾ حدیث ۴۶۲۵، صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیامة، حدیث ۲۸۶۰، مسند احمد: ۱/ ۲۵۳، سورۃ الاحزاب: ۳۶

۱۱۴۔ سورۃ الاحزاب: ۳۶

۱۱۵۔ شرح صحیح مسلم للامام النوویؒ، کتاب الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة، ج ۳ص ۱۳۷

۱۱۶۔ سورۃ المائدۃ: ۳
۱۱۷۔ کتاب الاعتصام از علامہ شاطبیؒ

۱۱۸۔ تفسیر روح المعانی از علامہ آلوسیؒ: ج ۲ص ۲۲

۱۱۹۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ تعالیٰ ﴿وانذر عشیرتك الاقربین﴾ حدیث نمبر ۴۷۷۱، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قولہ تعالیٰ ﴿وانذر عشیرتك الاقربین﴾ حدیث نمبر ۲۰۶

۱۲۰۔ سورۃ الانعام: ۵۰
۱۲۱۔ سورۃ الأعراف: ۱۸۸

۱۲۲۔ سورۃ الجن: ۲۱
۱۲۳۔ سورۃ البقرۃ: ۲۷۲

۱۲۴۔ سورۃ القصص: ۵۶
۱۲۵۔ سورۃ یٰسین: ۸۳

۱۲۶۔ سورۃ الانعام: ۱۸
۱۲۷۔ سورۃ النجم: ۴۳

۱۲۸۔ سورۃ النجم: ۴۸
۱۲۹۔ سورۃ الانعام: ۶۶

۱۳۰۔ سورۃ الانعام: ۱۰۷
۱۳۱۔ سورۃ ہود: ۱۲

۱۳۲۔ سورۃ الانفال: ۶۳
۱۳۳۔ سورۃ الانعام: ۱۰۴

۱۳۴۔ سورۃ النمل: ۶۲
۱۳۵۔ سورۃ التوبہ: ۸۰

۱۳۶۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ﷺ ربہ عزوجل فی زیارة قبر أمه، حدیث نمبر ۹۷۶

۱۳۷۔ "صحیح مسلم" کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب هلاك الأمة بعضهم ببعض، حدیث ۲۸۸۹

۱۳۸۔ السیرة النبویة لعماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ، ج ۴ص ۳۹۹

۱۳۹۔ سورۃ یونس: ۳۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹
۱۴۰۔ سورۃ یونس: ۶۱

۱۴۱۔ سورۃ یونس: ۱۰۶تا۱۰۸
۱۴۲۔ سورۃ لقمان: ۱۳

۱۴۳۔ "احسن الفوائد" بحوالہ "اشرف الحواشی" ترجمہ قرآن: شاہ رفیع الدینؒ دہلوی اور نواب وحید الزمانؒ تفسیر سورۃ یونس، آیت: ۱۰۷
۱۴۴۔ سورۃ فاطر: ۲

۱۴۵۔ سورۃ ہود: ۶
۱۴۶۔ "تفسیر فتح القدیر" از شوکانیؒ بحوالہ بیہقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحاج عامر باقرین حفظ اللہ نے مسلمان بھائی بہنوں کے عام فائدے کے لئے یہ کتاب منتخب فرمائی، شیخ صاحب قرآن وحدیث تبلیغ اور دینی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں آجکل بھی اپنا زیادہ وقت دینی کیسٹوں کو عام کرنے میں خرچ کر رہے ہیں اللہ تعالی انکی دینی خدمات قبول فرمائے یہ مفید کتاب انکی خواہش پر اس مقصد کے تحت شائع کی جارہی ہے کہ مسلمان گھرانوں کی زینت بنے اور شیخ صاحب اور ان کے والد مرحوم کی طرف سے صدقہ جاریہ ہو جائے۔

I. Ahmed

محکم دلائل وبراہین سے مزین،متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ